اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی ۱۳۴۰ھ) کا رسالہ
"الحق المجتلی في حکم المبتلی" (۱۳۳۴ھ) کا خلاصہ

بنام

چُھوتی بیماریاں

از

حضور فیض ملت، مفسرِ اعظم پاکستان
حضرت علّامہ مولانا مفتی محمد فیض احمد اُویسی رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
(متوفی ۱۴۳۰ھ / ۲۰۱۰ء)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

امابعد!عوا تو ہیں ہی عوام، خواص بھی بعض توہمات میں مبتلا ہوتے ہیں مثلاً کسی کو زکام، نزلہ ہو تو اس غریب سے نفرت کی جاتی ہے کہ اس کے ساتھ کھانا تو در کنار اس کا پس خوردہ بھی نہیں کھایا جاتا اور نہ ہی اس کا بچا ہوا پانی پیا جاتا ہے بلکہ بعض ایسے وہمی واقع ہوئے ہیں کہ ان کے برتن کو ہاتھ نہیں لگاتے وغیرہ وغیرہ۔
فقیر نے اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، شیخ الاسلام والمسلمین، مجددِ دین وملت سیّدنا امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ کے رسالہ "المحتلی "[1] کا خلاصہ پیش کیا ہے۔

گر قبول افتد زہے عزّوشرف

اس کی اشاعت کا سہرا حاجی محمد اُویس قادری اور حاجی محمد اسلم صاحب عطاری قادری کو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان حضرات اور ان صاحبان کو دارین میں شادوآباد رکھے جو ان کے معاون و مددگار ہیں۔
اللہ تعالیٰ فقیر کی کاوش اور ناشرین کے لئے موجبِ نجات اور مستفیدین کے لئے مشعلِ راہ بنائے۔(آمین)
بجاہ حبيبه الكريم صلى الله تعالى وبارك وسلم وعلى اله وأصحابه أجمعين

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہ

بہاولپور۔ پاکستان

۵ ذیقعدہ ۱۴۲۲ھ

[1] الحق المجتلی في حکم المبتلی (بیمار شخص کے حکم سے متعلق واضح ورَوشن حق)

بسم الله الرحمٰن الرحيم

الحمد لله على دين الإسلام، والصلاة والسلام على أفضل هاد إلى سبيل السلام، وعلى أله وصحبه إلى يوم القيام، به نسأل السلام والسلامة عن سيئ الأسقام!

امابعد! عام طور پر یہ مشہور ہے کہ بیمار کی بیماری دوسروں کو چمٹ جاتی ہے اس وضاحت کے لئے یہ رسالہ حاضر ہے۔

(۱)رسول اللہ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّم نے فرمایا:" اتقوا المجذوم كما يُتَّقَى الأسدُ"رواه البخارى فى "التاريخ"[۲] عن أبى هريرة رضى الله عنه

جذامی سے بچو جیسا شیر سے بچتے ہیں۔

روایت ابن جریر کے لفظ یہ ہیں:فر من المجذوم كفرارك من الأسد[۳]

جذامی سے بھاگ جیسا شیر سے بھاگتا ہے۔

فائدہ: اس حدیث شریف سے ثابت ہوتا ہے کسی کی بیماری اوروں کو چمٹ جاتی ہے۔اس کی تفصیل و تحقیق آتی ہے۔ان شاءاللہ تعالیٰ

(۲)رسول اللہ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّم فرماتے ہیں:"اتقوا صاحب الجذام كما يتقى السبع، إذا هبط واديا فاهبطوا غيره."رواه ابن سعد فى "الطبقات"[۴]

جذامی سے بچو جیسے درندے سے بچتے ہیں،وہ ایک نالے میں اُترے تو تم دوسرے میں اُترو۔

فائدہ: اس کی سند ضعیف ہے۔

(۳)رسول اللہ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّم فرماتے ہیں:"كلم المجذوم وبينك وبينه قدر رمح أو رمحين"ابن السني[۵] وابو نعيم في الطب – عن عبد الله بن ابي اوفى

---

۲ "الجامع الصغير": بحواله تاريخ بخاري، عن أبى هريرة _ حديث ١٤١، ١/ ١٥. "التاريخ الكبير" : حديث _ ٤٦٠، ١/ ١٥٥

٣ "الجامع الكبير": للسيوطى بحواله ابن جرير _ حديث ١٤٧٥٦، ٦/ ٢٦٥

٤ "الطبقات الكبرى" ترجمه معيقيب بن أبى فاطمة، ٤/ ١١٧_ "كنز العمال" عن عبد الله بن جعفر، حديث: ٢٨٣٣٢، ١/ ٥٤.

مجذوم سے اس طور پر بات کر کہ تجھ میں اس میں ایک دو نیزے کا فاصلہ ہو۔

فائدہ: یہ سند بھی ایسی ویسی ہے اگرچہ صحت بھی لئے ہوئی ہے۔

(۴)رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:"لا تديموا النظر إلى المجذومين"رواه ابن ماجه.[٦]

مجذوموں کی طرف نگاہ جما کر نہ دیکھو۔

یہ سند صالح ہے تفصیل آگے آئے گی۔

دوسری روایت میں ہے:"لا تحدوا النظر إليهم يعني المجذومين"[٧]

جذامیوں کی طرف پوری نگاہ نہ کرو۔

(۵)رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:"لا تديموا النظر إلى المجذمين وإذا كلمتموهم فليكن بينكم وبينهم قدر رمح"رواه احمد وابو يعلى.[٨] والطبرانى فى "الكبير" وابن جرير عن فاطمة الصغرى عن أبيها السيد الشهيد الريحانة الأصغر وابن عساكر عنها عنه وعن ابن عباس معاً رضى الله تعالى عنهم.

جذامیوں کی طرف نظر نہ جماؤ، ان سے بات کرو تو تم میں ان میں ایک ایک نیزے کا فاصلہ ہو۔

(٦)حدیث میں ہے جب وفد ثقیف حاضر بارگاہ اقدس ہوئے اور دست انور پر بیعتیں کیں اُن میں ایک صاحب کو یہ عارضہ تھا حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ان سے فرما بھیجا:"ارجع فقد بايعناك" رواه ابن ماجه.[٩]

واپس جاؤ تمہاری بیعت ہو گئی یعنی زبانی کافی ہے مصافحہ ہونا مانع بیعت نہیں۔

فائدہ: اس سے ثابت ہوا کہ اصل بیعت تو یہ ہے کہ ہاتھ میں ہاتھ ملا کر لیکن بامر مجبوری دوسرے طریقے سے بھی جائز ہے۔ اس کی تفصیل فقیر کے رسالہ "اسلام میں بیعت کی شرعی حیثیت" میں ہے۔

---

٥ "كنز العمال" بحواله ابن السني وأبو نعيم فى الطب - حديث : ٢٨٣٢٩، ٥٤/١٠.

٦ "سنن ابن ماجه" كتاب الطب- باب الجذام – ص٢٦١

٧ "سنن الكبرى للبيهقى" كتاب النكاح، باب لا يورد ممرض على مصح....إلخ، ٢١٨/٧ "مسند أبى داود الطيالسى" حديث:٢٦٠١، ص٣٣٩ .

٨ "مسند امام احمد" عن على كرم الله وجهه، ٧٨/١. "المعجم الكبير" حديث : ٢٨٩٧، ١٣١/٣،١٣٢. "كنز العمال" بحواله حم ع طب وابن جرير عن فاطمه.....إلخ، حديث :٢٨٣٣٩، ٥٥/١٠-٥٦.

٩ "سنن ابن ماجه" كتاب الطب- باب الجذام – ص٢٦١

(۷)رسول اللہ ﷺ نے ایک مجذوم کو آتے دیکھا حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:"یا أنس أثن البساط لا یطأ علیه بقدمه"رواہ الخطیب[۱۰] عنه رضی الله تعالی عنه

اے انس! بچھونا اُلٹ دو کہیں یہ اس پر اپنا پاؤں نہ رکھ دے۔

(۸)رسول اللہ ﷺ مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کے درمیان وادی عسفان پر گزرے، وہاں کچھ لوگ مجذوم پائے مرکب کو تیز چلا کر وہاں سے تشریف لے گئے اور فرمایا:"إن کان شئ من الداء یعدي فهو هذا" رواه ابن النجار عن ابن عمر رضی الله تعالی عنهما والمرفوع منه عنه ابن عدي فی الکامل[۱۱]

اگر کوئی بیماری اُڑ کر لگتی ہے تو وہ یہی ہے۔

(۹)حدیث میں ہے، ایک جذامی عورت کعبہ معظمہ کا طواف کر رہی تھی امیر المومنین فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے فرمایا:" یا أمة الله لا تؤذي الناس لو جلست في بیتك"رواه مالك والخرائطي في اعتلال[۱۲] القلوب: عن ابن أبي ملیکة

اے اللہ کی لونڈی! لوگوں کو ایذا نہ دے اچھا ہو کہ تم اپنے گھر میں بیٹھی رہو، پھر وہ گھر سے نہ نکلیں۔

(۱۰)حدیث میں ہے،"أن عمر بن الخطاب قال للمعیقیب اجلس مني قید رمح وکان به ذلك الداء وکان بدریا"رواه ابن جریر[۱۳]

معیقیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ اہل بدر (ومہاجرین سابقین اوّلین رضی اللہ تعالیٰ عنہم) سے ہیں انہیں یہ مرض تھا امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے فرمایا: مجھ سے ایک نیزے کے فاصلے پر بیٹھئے۔

فائدہ: ثابت ہوا مجذوم کے ساتھ کھانا پینا ممنوع ہے۔

---

۱۰ "تاریخ بغداد للخطیب" : ترجمه عبد الرحمن بن العباس – ۵٤۳۲، ۱۰/ ۲۹٦

۱۱ "کنز العمال" : بحواله ابن عدی – حدیث ۲۸۳۳۳، ۱۰/ ۵٤

۱۲ "کنز العمال" : بحواله مالك والخرائطی فی اعتلال القلوب – حدیث ۲۸۵۰٤، ۱۰/ ۹٦

۱۳ "کنز العمال" : بحواله ابن جریر – حدیث ۲۸٤۹۹، ۱۰/ ۹٤

"آئندہ حدیثیں اس کے خلاف ہیں"

(۱)حدیث میں ہے امیر المومنین عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے صبح کو کچھ لوگوں کی دعوت کی ان میں معیقیب رضی اللہ تعالٰی عنہ بھی تھے وہ سب کے ساتھ کھانے میں شریک کیے گئے اورامیر المومنین نے اُن سے فرمایا:"خذ مما يليك ومن شقك فلو كان غيرك ما آكلني في صحفة ولكان بيني وبينه قيد رمح"رواه ابن سعد[14] وابن جرير.

اپنے قریب سے اپنی طرف سے لیجئے اگر آپ کے سوا کوئی اوراس مرض کاہو تاتومیرے ساتھ ایک رکابی میں نہ کھاتا اور مجھ میں اور اس میں ایک نیزے کا فاصلہ ہو تا۔

(۲)حدیث میں ہے امیر المومنین فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے دستر خوان پر شام کو کھانار کھا گیا، لوگ حاضر تھے امیر المومنین بر آمد ہوئے کہ ان کے ساتھ کھانا تناول فرمائیں، معیقیب بن ابی فاطمہ دوسی صحابی مہاجر حبشہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے فرمایا"ادن فاجلس وأيم الله لو كان غيرك به الذي بك لما اجلس مني أدنى من قيد رمح"[15]

قریب آیئے بیٹھئے خدا کی قسم دوسرا ہو تاتو ایک نیزے سے کم فاصلے پر میرے پاس نہ بیٹھتا۔

فائدہ: پہلی دعوت صبح کی تھی یہ واقعہ عشاء کا ہے۔

(۳)حدیث میں ہے محمود بن لبید انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے بعض ساکنانِ موضع جرش نے بیان کیا کہ عبد اللہ بن جعفر طیار رضی اللہ تعالٰی عنہ نے حدیث بیان کی کہ حضور سیّد عالم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا:"جذامی سے بچو جیسا درندے سے بچتے ہیں وہ ایک نالے میں اُترے تو تم دوسرے میں اترو"میں نے کہا واللہ! اگر عبد اللہ بن جعفر نے یہ حدیث بیان کی تو غلط نہ کہا جب میں مدینہ طیبہ آیا ان سے ملا اور اس حدیث کا حال پوچھا کہ اہلِ جرش آپ سے یوں ناقل تھے فرمایا:" كذبوا والله ما حدثتهم هذا ولقد رأيت عمر بن الخطاب يؤتي بالإناء فيه الماء فيعطيه معيقيبا وكان رجلا قد أسرع فيه ذلك الوجع فيشرب منه ثم يتناوله عمر من يده فيضع فمه

---

١٤ "كنز العمال" : بحواله ابن سعد وابن جرير، حديث ٢٨٥٠١، ١٠/ ٩٥، "الطبقات الكبرى" ترجمه معيقيب بن ابى فاطمه الدوسى، ٤/ ١١٨

١٥ "الطبقات الكبرى" ترجمه معيقيب بن ابى فاطمه الدوسى، ٤/ ١١٨ "كنز العمال" : بحواله ابن سعد وابن جرير، حديث ٢٨٥٠٢، ١٠/ ٩٦،

موضع فمه حتى شرب منه فعرفت أنما يصنع عمر ذلك فرارا من أن يدخله شيء من العدوى. "رواه عن محمود.[16] رضي الله تعالى عنه

واللہ! اُنہوں نے غلط نقل کی، میں نے یہ حدیث ان سے نہ بیان کی میں نے تو امیر المومنین عمر کو یہ دیکھا ہے کہ پانی اُن کے پاس لایا جاتا وہ معیقیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیتے، معیقیب پی کر اپنے ہاتھ سے امیر المومنین کو دیتے، امیر المومنین ان کے منہ رکھنے کی جگہ اپنا منہ رکھ کر پانی پیتے میں سمجھتا کہ امیر المومنین یہ اس لئے کرتے ہیں کہ بیماری اُڑ کر لگنے کا خطرہ ان کے دل میں نہ آنے پائے۔

ابنِ سعد کی روایت میں ایک مفید بات زائد ہے کہ عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا امیر المومنین فاروقِ اعظم جسے طبیب سنتے معیقیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے اس سے علاج چاہتے، دو حکیم یمن سے آئے ان سے بھی فرمایا، وہ بولے: [یہ مرض] جاتا رہے یہ تو ہم سے ہو نہیں سکتا، ہاں ایسی دوا کر دیں گے کہ بیماری ٹھہر جائے بڑھنے نہ پائے۔ امیر المومنین نے فرمایا "عافية عظيمة أن يقف فلا يزيد" بڑی تندرستی ہے کہ مرض ٹھہر جائے بڑھنے نہ پائے۔

اُنہوں نے دو بڑی زنبیلیں بھروا کر اندرائن کے تازہ پھل منگوائے جو خربوزے کی شکل اور نہایت تلخ ہوتے ہیں، پھر ہر پھل کے دو دو ٹکڑے کیے اور معیقیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لٹا کر دونوں طبیبوں نے ایک ایک تلوے پر ایک ایک ٹکڑا ملنا شروع کیا، جب وہ ختم ہو گیا، دوسرا ٹکڑا لیا یہاں تک کہ معیقیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے منہ اور ناک سے سبز رنگ کی کڑوی رطوبت نکلنے لگی، اس وقت چھوڑ کر دونوں حکیموں نے کہا اب یہ بیماری کبھی ترقی نہ کرے گی۔ عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: "فوالله ما زال معيقيب متماسكا لا يزيد وجعه حتى مات"[17] واللہ! معیقیب اس کے بعد ہمیشہ ایک ٹھہری حالت میں رہے تا دمِ مرگ مرض کی زیادتی نہ ہوئی۔

(۴) حدیث میں ہے امیر المومنین صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دربار میں قومِ ثقیف کے سفیر حاضر ہوئے، کھانا حاضر لایا گیا، وہ نزدیک آئے مگر ایک صاحب کہ اس مرض میں مبتلا تھے الگ ہو گئے۔ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: قریب آؤ، قریب آئے۔ فرمایا: کھانا کھاؤ۔ حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہم

١٦ "الطبقات الكبرى" ترجمه معيقيب بن ابى فاطمه الدوسى، ٤/ ١١٧ "كنز العمال" : بحواله ابن سعد وابن جرير، حديث ٢٨٥٠٠، ١٠/ ٩٤،

١٧ "الطبقات الكبرى" ترجمه معيقيب بن ابى فاطمه الدوسى، ٤/ ١١٧،٤/ ١١٨

فرماتے ہیں:"وجعل أبو بكر يضع يده موضع يده فيأكل مما يأكل منه المجذوم." [18] رواه ابوبكر بن أبى شيبة وابن جرير عن القاسم.

صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شروع کیا کہ جہاں سے وہ مجذوم نوالہ لیتے، وہیں سے صدیق نوالہ لے کر نوش فرماتے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

غالباً یہ وہی مریض ہیں جن سے زبانی بیعت پر اکتفا فرمائی گئی تھی۔

(۵) حدیث میں ہے:"أن رسول الله صلى الله عليه وسلم أخذ بيد رجل مجذوم فأدخلها معه في القصعة ثم قال كل ثقة بالله وتوكلا على الله."

رسول اللہ ﷺ نے ایک جزامی صاحب کا ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ پیالے میں رکھا اور فرمایا اللہ پر تکیہ ہے اور اللہ پر بھروسا۔

رواه أبو داود والترمذی [19] وابن ماجه وعبد بن حميد وابن خزيمة وابن أبي عاصم وابن السني فى "عمل اليوم والليلة" وأبويعلى وابن حبان والحاكم في "المستدرك" والبيهقى في "السنن" والضياء في "المختارة" وابن جرير والإمام الطحاوي كلهم عن جابر بن عبد الله رضى الله تعالى عنهما كذا ذكر الإمام الجليل الجلال السيوطي في أول قسمي "جامعه الكبير" وزدت أنا ابن جرير والطحاوي. قلت: "وبه علم أن قصر "المشكاة" على ابن ماجه ليس في موضعه، ثم الحديث سكت عليه وصححه ابن خزيمة وابن حبان والحاكم والضياء، وقال المناوي في "التيسير" بإسناد حسن وتصحيح ابن حبان والحاكم، قال ابن حجر: فيه نظر" [20] اهـ

---

١٨ "المصنف لابن أبى شيبه": كتاب العقيقه – حديث ٤٥٨٧، ٨/ ١٢٩، "كنز العمال بحواله ابن أبى شيبه وابن جرير": حديث- 28498،١٠/ ٩٤

١٩ "جامع الترمذى" أبواب الأطعمه، باب ما جاء فى الأكل مع المجذوم، ٢/ ٤ ، "سنن ابن ماجه" كتاب الطب، باب الجذام، ص٢٦١

٢٠ "التيسير شرح الجامع الصغير" تحت حديث كل معى بسم الله ثقه بالله- ٢/ ٢٢٠

أقول: لكن فيه مفضل بن فضالة البصري بالباء أخو مبارك قال: في "التقريب""ضعيف"[21] وقال الترمذي: "هذا حديث لا نعرفه إلا من حديث يونس بن محمد عن المفضل بن فضالة والمفضل بن فضالة هذا شيخ بصري والمفضل بن فضالة شيخ آخر مصري أوثق من هذا وأشهر وروى شعبة هذا الحديث عن حبيب بن الشهيد عن ابن بريدة قال ابن عمر أخذ بيد مجذوم وحديث شعبة اشبه عندي وأصح"[22] اهـ

وأخرج ابن عدي[23] في "الكامل":"هذا الحديث للمفضل المذكور، قال : لم أر في حديثه أنكر من الحديث قال: ورواه شعبة عن حبيب عن ابن بريدة أن عمر أخذ بيد مجذوم... الحديث"[24] اهـ

ولم يذكر الذهبي في "الميزان" : "في المفضل هذا جرحا مفسرا بل ولا غير مفسر مما يبلغ درجة التضعيف البتة إنما نقل عن يحيى"[25] انه قال: ليس هو بذاك وعن الترمذي[26] ما قدمنا ان المصرى أوثق منه وعن النسائى[27] انه قال: ليس بالقوى.

أقول: ولا يخفى عليك البون البين بين "ليس بالقوي" و"ليس بقوي" وقد روي عنه ذاك المؤدب الثقة الثبت، وعبد الرحمن بن مهدي ذاك الجبل الشامخ الإمام الحافظ، قال البخاري فى علي بن عبد الله المعروف بـ "ابن المديني" ما استصغرت نفسي إلا عنده، وقال ابن المديني في عبدالرحمن: هذا ما رأيت أعلم منه، وكذلك موسى بن إسمعيل ذاك الثقة الثبت وجماعة، لا جرم حسنه الحافظ وإطلاق الصحيح على الحسن غير مستنكر، وقد صححه إمام الأئمة ابن خزيمة ومن تبعه، وقد وجدت له متابعا فإن الإمام الأجل أبا جعفر

---

٢١ "تقريب التهذيب" : لابن حجر عسقلانی، ترجمه- ٦٨٨١،٢/ ٢٠٩

٢٢ "جامع الترمذی" أبواب الأطعمه، باب ما جاء فی الأكل مع المجذوم، ۴/۲

٢٣ "الكامل لابن عدى" : ترجمه مفضل بن فضاله مصرى – ۲۴۰۴/۶

٢٤ "ميزان الاعتدال للذهبي" : حديث ۸۷۳۲، ۱۶۹/۴

٢٥ "ميزان الاعتدال للذهبي" : حديث ۸۷۳۲، ۱۶۹/۴

٢٦ "ميزان الاعتدال للذهبي" : حديث ۸۷۳۲، ۱۶۹/۴

٢٧ "ميزان الاعتدال للذهبي" : حديث ۸۷۳۲، ۱۶۹/۴

الطحاوي أخرجه أولا بالطريق المذكور فقال: حدثنا فهد(يعنى ابن سليمن بن يحيى) ثنا أبو بكر بن أبى شيبة ثنا يونس بن محمد الحديث. ثم قال: حدثنا ابن مرزوق ثنا محمد بن عبد الله الأنصاري ثنا إسمعيل بن مسلم عن أبي الزبير عن جابر عن رسول الله صلى الله عليه وسلم مثله[٢٨] اه. قلت: وبه يعلم ما في كلام الإمام الترمذي، والله تعالى أعلم.

ثم اعلم أنه وقع في الجامع الصغير لهذا الحديث رمز حب، ك أقول: ولم أره في "المجتبى" بل ليس فيه، لأن مداره على ما ذكر الترمذي على المفضل، كما علمت والمفضل هذا ليس من رواة النسائي أصلا وقد سقط الحديث من نسخة سيدي على المتقى قدس سره، ولذا أورده من القسم الأول لل "جامع الكبير" وقد رمز له فيه د، ت، ه...إلخ، وهو الصحيح إلا أن يكون النسائى رواه في "الكبرى" فبالنظر إليه يقال ع وهو بعيد ثم الواقع في "المشكوة"[٢٩] معزيا لابن ماجة ما ذكرنا أعني: "كل ثقة بالله" وفى جامع "الترمذي" ثم قال: "كل بسم الله ثقة بالله وتوكلا عليه"[٣٠]، قال العلامة علي القاري: أما ترك المؤلف البسملة مع وجودها في الأصول، فإما محمولة على رواية منفردة غريبة لابن ماجه أو على غفلة من صاحب "المشكوة" أو "المصابيح"[٣١] اهـ.

أقول: سبحن الله هو إنما نقله عن ابن ماجه، فلو زاد البسملة نسب إلى الفضلة، ثم لم يتفرد ابن ماجه بترك البسملة بل هو كذلك عند أبي داؤد أيضا رواه عن عثمن بن أبي شيبة عن يونس بن محمد، وابن ماجه عن أبي بكر بن أبي شيبه ومجاهد ابن موسى ومحمد بن خلف العسقلاني كلهم عن يونس بترك البسملة، والترمذي عن أحمد بن سعيد الأشقر وإبراهيم بن يعقوب كلاهما عن يونس مع البسملة، فافهم.

٢٨ " شرح معاني الآثار للطحاوى" كتاب الكراهة، باب الاجتناب من ذى داء الطاعون وغيره، ٢/ ٤١٧

٢٩ "مشكاة المصابيح": كتاب الطب، باب الفال والطيرة، ص ٣٩٢

٣٠ "جامع الترمذى" أبواب الأطعمه، باب ما جاء فى الأكل مع المجذوم، ٢/٤

٣١ "مرقات المفاتيح" كتاب الطب والرقى، الفصل الثانى، ٨/ ٣٥١

(٦)رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:"كل مع صاحب البلاء ، تواضعا لربك ، وإيمانا"رواه الإمام الأجل الطحاوی[٣٢].

بلاء والے کے ساتھ کھانا کھا اپنے رب کے لئے تواضع اوراس پر سچے یقین کی راہ سے۔

(٧)ایک بی بی نے ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا: کیا رسول اللہ ﷺ مجذوموں کے حق میں فرماتے:"فروا منهم كفراركم من الاسد"ان سے ایسا بھاگو جیسا شیر سے بھاگتے ہو۔

اُم المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہانے فرمایا:" لا ولكنه لا عدوى فمن عادى الاول"رواه ابن جرير[٣٣] عن نافع بن القاسم عن جدته فطيمة.

ہرگز نہیں، بلکہ یہ فرماتے تھے کہ بیماری اُڑ کر نہیں لگتی جسے پہلے ہوئی اسے کس کی اُڑ کر لگی۔

فائدہ: ام المومنین کا یہ انکار اپنے علم کی بنا پر ہے یعنی میرے سامنے ایسا نہ فرمایا بلکہ یوں فرمایا اور ہے یہ کہ دونوں ارشاد حضورِ اقدس ﷺ سے بصحت کافیہ ثابت ہیں۔

فیصلہ حتمی: صحیح یہی ہے جو حدیث جلیل عظیم صحیح مشہور بلکہ متواتر جس سے ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے استدلال کیا کہ حضور ﷺ نے فرمایا:" لا عدوى" بیماری اُڑ کر نہیں لگتی۔رواه الأئمة أحمد والشيخان[٣٤] وأبو داود وابن ماجه عن أبي هريرة.ورواه عنه بطريق كثيرة شتى هم والإمام الطحاوى والدارقطنى فى المتفق والخطيب والبيهقى وابن جرير واخرون وان نسيه ابوهريرة رضى الله تعالى عنه من بعد كما رواه البخاري والطحاوي وابن جرير وغيرهم.

وأحمد والستة إلا النسائي[٣٥] عن أنس وأحمد والشيخان وابن ماجه[٣٦] والطحاوي عن ابن عمر وأحمد ومسلم والطحاوي عن السائب[٣٧] بن يزيد وهم وابن جرير جميعا عن

٣٢ "شرح معاني الآثار" كتاب الكراهة، باب الاجتناب من ذى داء الطاعون....إلخ، ٢/ ٤١٧

٣٣ "كنز العمال" : بحواله ابن جرير، حديث ٢٨٥٠٧، ٩٧/١٠

٣٤ "صحيح البخاري" : كتاب الطب، باب الجذام، ٢/ ٨٥٩. "صحيح مسلم" : كتاب السلام، باب لا عدوى، ٢/ ٢٣٠، "سنن أبى داؤد" كتاب الكهانة والتطير، ٢/ ١٩٠. "مسند احمد" : عن أبى هريره، ٢٦٧/٢و٣٢٧.

٣٥ "صحيح البخاري" : كتاب الطب، باب الجذام، ٢/ ٨٥٩. "صحيح مسلم" : كتاب السلام، باب لا عدوى، ٢/ ٢٣٠، "سنن أبى داؤد" كتاب الكهانة والتطير، ٢/ ١٩٠. "مسند احمد" : عن أبى هريره، ٢٦٧/٢و٣٢٧.

جابر[۳۸] وأحمد والترمذي والطحاوي[۳۹] عن ابن مسعود وأحمد وابن ماجه والطحاوي والطبراني وابن جرير عن ابن عباس[٤٠] والثلثة الأخيرة عن أبي أمامة[٤١]. وابن خزيمة والطحاوي وابن حبان وابن جرير عن سعد[٤٢] عن أبي وقاص. والإمام الطحاوي[٤٣] عن أبي سعد الخدرى. والشيرازي في "الالقاب" والطبراني في "الكبير" والحاكم وأبو نعيم في "الحلية" عن عمير[٤٤] بن سعد الأنصاري. والطبراني وابن عساكر عن عبد الرحمن[٤٥] بن أبي عميرة المزني. وابن جرير عن أم المومنين[٤٦]. وأيضا صححه. والقاضى محمد ابن عبد الباقي الأنصاري فى جزئه الحديثي عن أمير المومنين علي كرم الله وجهه الكريم بلفظ "لا يعدى سقيم صحيحا" لخصناه عن الجامع الكبير مع جمع زيادات.

---

٣٦ "صحيح البخاري" : كتاب الطب، باب الجذام، ٢/ ٨٥٩. "صحيح مسلم" : باب الطيرة والفال، ٢/ ٢٣١، "سنن أبى داؤد" كتاب الكهانة والتطير، ٢/ ١٩٠. "سنن ابن ماجه" : ابواب الطب، ص٢٦١.
"مسند احمد بن حنبل" : عن انس رضى الله تعالى عنه، ٣/١٣٠و ١٥٤.

٣٧ "صحيح البخاري" : كتاب الطب، ٢/ ٨٥٩. "كنز العمال" : بحواله حم وابن ماجه، ١٠/١١٨، "سنن ابن ماجه" : ابواب الطب، ص٢٦١.

٣٨ "صحيح مسلم" : كتاب السلام، باب لا عدوى، ٢/ ٢٣٠، و" مسند احمد بن حنبل" : عن السائب بن يزيد، ٣/ ٤٥٠. " شرح معاني الآثار" : ٢/ ٤١٦.

٣٩ "جامع الترمذي" : ابواب القدر، ٢/ ٣٧. و" مسند احمد بن حنبل" : عن جابر، ٣/ ٢٩٣. " شرح معاني الآثار" : ٢/ ٤١٧.

٤٠ مسند احمد بن حنبل" : عن ابن عباس، ١/ ٢٦٩. و"سنن ابن ماجه" : ابواب الطب، ص٢٦١. " شرح معاني الآثار" : ٢/ ٤١٦.

٤١ "صحيح البخاري" : كتاب الطب، باب الجذام، ٢/ ٨٥٩. "صحيح مسلم" : كتاب السلام، باب لا عدوى، ٢/ ٢٣٠، "سنن أبى داؤد" كتاب الكهانة والتطير، ٢/ ١٩٠. "مسند احمد" : عن أبى هريره، ٢/٢٦٧و ٣٢٧.

٤٢ " الجامع الكبير" : بحواله ابن خزيمه والطحاوى وابن حبان، عن سعد بن أبى وقاص، حديث: ٢٦١٨٤، ٨/ ٢٩٩.

٤٣ " الجامع الكبير" : بحواله ابن جرير والطحاوى والشيرازى في الالقاب، عن أبى سعد، حديث: ٢٦١٨٥، ٨/ ٢٩٩.

٤٤ " الجامع الكبير" : بحواله الشيرازى فى الالقاب (طب،حل،كر)، عن عمير بن سعد، حديث: ٢٦١٨٦، ٨/ ٢٩٩.

٤٥ " كنز العمال" : بحواله كر عن عبد الرحمن، حديث: ٢٨٦٠٨، ١٠/ ١٢٠.

٤٦ "كنز العمال" : بحواله ابن جرير عن على، حديث: ٢٨٦٣٦، ١/ ١٢٦. "سنن أبى داؤد" كتاب الكهانة والتطير، ٢/ ١٩٠. " شرح معاني الآثار" : ٢/ ٤١٦.

فائدہ: اسی حدیث کے متعدد طرق میں وہ جواب قاطع ہر شک وارتیاب ارشاد ہوا جسے ام المومنین نے اپنے استدلال میں روایت فرمایا "صحیحین" و "سنن ابی داوٗد" و "شرح معانی الآثار" امام طحاوی وغیرہا میں حدیث ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے جب حضور اقدس ﷺ نے یہ فرمایا کہ بیماری اُڑ کر نہیں لگتی، ایک بادیہ نشین نے عرض کی: یارسول اللہ! پھر اونٹوں کا یہ کیا حال ہے کہ وہ ریتی میں ہوتے ہیں جیسے ہرن یعنی صاف شفاف بدن ایک اُونٹ خارش والا آکر اُن میں داخل ہوتا ہے جس سے خارش ہوجاتی ہے۔ حضور پُرنور ﷺ نے فرمایا: " فمن أعدى الأول "[47] اس سے پہلے کو کس کی اُڑ کر لگی۔

فائدہ: یہاں حدیث ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے ،ارشاد فرمایا: "ذلكم القدر فمن أجرب الاول "[48] یہ تقدیری باتیں ہیں بھلا پہلے کو کس نے کھجلی لگادی۔

یہی ارشاد احادیثِ مذکورہ عبد اللہ بن مسعود وعبد اللہ بن عباس وابوامامہ وعمیر بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں مروی ہوا، حدیثِ اخیر میں اس توضیح کے ساتھ ہے کہ فرمایا: " ألم تروا إلى البعير يكون في الصحراء فيصبح وفي كر كرته أو في مراق بطنه نكتة من جرب لم تكن قبل ذلك فمن أعدى الاول "[49] کیا دیکھتے نہیں کہ اونٹ جنگل میں ہوتا ہے یعنی الگ تھلگ کہ اس کے پاس کوئی بیمار اُونٹ نہیں صبح کو دیکھو تو اس کے بیچ سینے یا پیٹ کے نرم جگہ میں کھجلی کا دانہ موجود ہے بھلا اس پہلے کو کس کی اُڑ کر لگ گئی۔

فائدہ: اصل ارشاد یہ ہے کہ قطع تسلسل کے لئے ابتدا بغیر دوسرے سے منتقل ہوئے خود اس میں بیماری پیدا ہونے کا ماننا لازم ہے توحجتِ قاطعہ سے ثابت ہوا کہ بیماری خودبخود بھی حادث ہوجاتی ہے اور جب یہ مسلم ہے تو دوسرے میں انتقال کے سبب پیدا ہونا علیل وادعائے بے دلیل رہا، جب ایک میں خود پیدا ہوسکتی ہے تو یوں ہی ہزار میں، بہرحال کسی کی کوئی بیماری کسی دوسرے کو نہیں چمٹتی اگر کوئی ایسا ہو بھی تو وہ اتفاقی امر ہے، یہی شرعی فیصلہ ہے۔

---

٤٧ صحيح البخاري" : باب لا عدوى، ٢/ ٨٥٩. "صحيح مسلم" : باب لا عدوى، ٢/ ٢٣٠، "سنن أبى داؤد" كتاب الكهانة والتطير، ٢/ ١٩٠. " شرح معاني الآثار" : ٢/ ٤١٦.

٤٨ "كنز العمال" : بحواله حم وابن ماجه، حديث: ٢٨٥٩٩، ١٠/ ١١٨. "سنن ابن ماجه" : ابواب الطب، ص٢٦١.

٤٩ "كنز العمال" : بحواله طب، حل، ك، عن عمير بن سعد، حديث: ٢٨٦١٢، ١٠/ ١٢١.

(٨)امام احمد و بخاری و مسلم وابوداؤد وابن ماجہ نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسی قدر روایت کی کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:" لا یوردن ممرض علی مصح"[٥٠] ہرگز بیمار جانور تندرست جانوروں کے پاس پانی پلانے کو نہ لائے جائیں۔

بیہقی نے "سنن" میں یوں مطولاً تخریج کی کہ ارشاد فرمایا"لا عدوى ولا يحل الممرض على المصح وليحل المصح حيث شاء فقيل: يا رسول الله! ولم ذلك؟ قال لأنه أذى"[٥١] والله أعلم

بیماری اُڑ کر نہیں لگتی اور تندرست جانوروں کے پاس بیمار جانور نہ لائیں اور تندرست جانوروالا جہاں چاہے لے جائے عرض کی گئی: یہ کس لئے ؟فرمایا:اس لئے کہ اس میں اذیت ہے یعنی لوگ بُرا مانیں گے انہیں ایذا ہوگی۔والله أعلم

قلت: وقد رواه مالك في "مؤطاه" أنه بلغه عن بكير بن عبد الله بن الأشج عن ابن عطية أن رسول الله صلى الله تعلى عليه وسلم قال: "لا عدوى ولا هامة ولا صفر ولا يحل الممرض على المصح وليحل المصح حيث شاء فقيل يا رسول الله ولم ذلك قال لأنه أذى"[٥٢]، هكذا رواه يحيى مرسلا وتابعه جماعة من رواة المؤطا وخالفهم القعنبى وعبد الله بن يوسف وأبو مصعب ويحيى بن بكير فجعلوه عن أبي عطية عن أبي هريرة موصولا غير أن ابن بكير قال: عن أبي عطية ولا خلف فهو عبد الله بن عطية الأشجعي ويكنى أبا عطية ووهم بعض رواة المؤطا في جعله عن أبي عطية عن أبي برزة وإنما هو عن أبي هريرة رضى الله تعالى عنهما أفاده الزرقاني[٥٣].

یہ حدیث دونوں مضمون کی جامع ہے۔صحیح جلیل ایساہی رنگ جامعیت رکھتی ہے۔"صحیح بخاری"میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے ،حضور سیّدعالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:"لا عدوى وفر من

٥٠ "صحيح مسلم" كتاب السلام، باب لا عدوى، ٢/ ٢٣٠. "سنن أبى داؤد" كتاب الكهانة، باب فى الطيرة...إلخ، ٢/ ١٩٠. "سنن ابن ماجه" ابواب الطب، باب الجذام، ص٢٦١. "صحيح البخارى" كتاب الطب، ٢/ ٨٥٩. "مسند احمد بن حنبل" عن أبى هريرة، ٢/ ٤٠٦و٤٣٤.

٥١ "السنن الكبرى" : للبيهقى، كتاب النكاح، باب لا يورد ممرض على مصح، ٧/ ٢١٧.

٥٢ "مؤطا امام مالك" كتاب الجامع، باب عيادة المريض والطيرة، ص ٧٢١.

٥٣ "شرح الزرقانى على المؤطا" كتاب الجامع، باب عيادة المريض والطيرة، ٢/ ٣٣٣.

المجذوم كما تفر من الأسد"[٥٤]، أورده الإمام الجليل السيوطي في "جامعه الكبير" بهذا اللفظ عازيا لابن جرير عن أبى قلابة[٥٥] وفى قسمه الاول بلفظ لا عدوى ولا طيرة ولا هامة ولا صفر واتقوا المجذوم كما تتقوا الأسد عازيا[٥٦] "لسنن البيهقي" عن أبي هريرة، وأورده في أول "الجامع" أيضا بلفظ "لا عدوى ولا طيرة ولا هامة ولا صفر وفر من المجذوم كما تفر من الأسد" عازيا لأحمد[٥٧] والبخاري عن أبي هريرة، وهو كذلك في "الجامع الصحيح" وبه ظهر ما قدمنا أن العزو يتبع اللفظ فبالنظر إلى حديث أبى قلابة عددناه بحياله ولذا أوردناه بلفظه وهو بعينه لفظ البخاري وإن اشتمل على زيادات لا توقف لهذا المعنى عليها.

أقول: وأبو قلابة هذا هو عبدالله بن زيد الجرمي من ثقات التابعين وعلمائهم كثير الإرسال وكان الأولى أن ينبه عليه ثم أن العلامة الشمس السخاوي قال في حديث اتقوا ذوي العاهات المعنى "فرمن المجذوم فرارك من الأسد"، كما ورد في بعض ألفاظ الحديث وهو متفق عليه عن أبي هريرة مرفوعا بمعناه[٥٨] ا ه.

ورأيتني كتبت عليه ما نصه: أقول : لم أره لمسلم إنما فيه قوله صلى الله تعالى عليه وسلم لمجذوم: "إنا قد بايعناك فارجع"[٥٩] نعم هو في حديث البخاري بلفظ: " فر من المجذوم كما تفر من الأسد"[٦٠] وإليه وحده عزاه في "المشكاة"[٦١] وكذا الإمام النوي في

٥٤ "صحيح البخارى" كتاب الطب، باب الجذام، ٢/ ٨٥٠.

٥٥ "جامع الاحاديث": للسيوطى، مسند أبى قلابه، حديث: ١٠١٤٦، ١٧/ ٣١٤

٥٦ "جامع الاحاديث": للسيوطى، حديث: ٢٦١٩١، ٨/ ٣٠٠

٥٧ "جامع الاحاديث": للسيوطى، حديث: ٢٦١٦٨، ٨/ ٢٩٧

٥٨ "المقاصد الحسنه": حرف الهمزه، حديث: ٢١، ص ١٨.

٥٩ "صحيح مسلم": كتاب السلام، باب اجتناب المجذوم، ٢/ ٢٣٣.

٦٠ "صحيح البخارى" كتاب الطب، باب الجذام، ٢/ ٨٥٠.

٦١ "مشكاة المصابيح" كتاب الطب والرقى، باب الفال والطيرة، ص٣٩١.

"شرح مسلم" تحت حديثه المذكور[٦٢] وكذا الإمام السيوطي في أول جامعه "الكبير"[٦٣]، فالله تعالى اعلم.

اب بتوفیق اللہ تعالیٰ تحقیق حکم سنیئے!

مجوزین کو جوابات

مرض نہ چمٹنے والی روایات اپنے افادہ میں صاف صریح ہیں کہ بیماری اُڑ کر نہیں لگتی، کوئی مرض ایک سے دوسرے کی طرف سرایت نہیں کرتا، کوئی تندرست بیمار کے قریب واختلاط سے بیمار نہیں ہوجاتا، جسے پہلے شروع ہوئی اسے کس کی اُڑ کر لگی۔ ان متواتر وروشن وظاہر ارشادات عالیہ کو سن کر یہ خیال کسی طرح گنجائش نہیں پاتا کہ واقع میں تو بیماری اُڑ کر لگتی ہے مگر رسول اللہ ﷺ نے زمانہ جاہلیت کا وسوسہ اٹھانے کے لئے مطلقاً اس کی نفی فرمائی، پھر حضور اقدس ﷺ واجلہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی عملی کارروائی مجذوموں کو اپنے ساتھ کھلانا، ان کا جھوٹا پانی پینا، ان کا ہاتھ اپنے ہاتھ سے پکڑ کر برتن میں رکھنا، خاص ان کے کھانے کی جگہ سے نوالہ اُٹھا کر کھانا جہاں منہ لگا کر انہوں نے پیا بالقصد اسی جگہ منہ رکھ کر خود نوش کرنا یہ اور بھی واضح کررہی ہے کہ عدوٰی یعنی ایک کی بیماری دوسرے کو لگ جانا محض خیال باطل ہے ورنہ اپنے آپ کو بلا کے لئے پیش کرنا شرع ہرگز روا نہیں رکھتی،

قال اللہ تعالیٰ: " وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ "[٦٤] ترجمہ: آپ اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو۔

ازالۂ وہم: مرض نہ چمٹنے والی حدیثیں، وہ اس درجہ عالیہ صحت پر نہیں جس پر احادیث نفی ہیں ان میں اکثر ضعیف ہیں جیسا کہ ہم بیان واشارہ کر آئے اور بعض غایت درجہ حسن ہیں، صرف حدیث اول کی تصحیح ہوسکتی ہے مگر وہی حدیث اس سے اعلیٰ وجہ پر جو صحیح بخاری میں آئی خود اسی میں ابطال عدوٰی موجود کہ مجذوم سے بھاگو اور بیماری اُڑ کر نہیں لگتی، تو یہ حدیث خود واضح فرمارہی ہے کہ بھاگنے کا حکم اس وسوسہ واندیشہ کی بناء پر نہیں، مع ہذا صحت میں اس کا پایہ بھی دیگر احادیث نفی سے گراہوا ہے کہ اسے امام بخاری نے مسنداً روایت نہ کیا بلکہ بطور تعلیق،

حيث قال: قال: عفان وعفان هذا وان كان من شيوخ البخاري فكثيرا ما يروى عنه بالواسطة، كما في "فتح الباري"[٦٥] وعدوله عن حدثنا المعتادله في جميع كتابه إلى أن قال لا

---

٦٢ "شرح صحیح مسلم": للنووی، کتاب السلام، باب اجتناب المجذوم، ٢/ ٢٣٣.

٦٣ "جامع الاحادیث": للسیوطی، حدیث: ٢٦١٦٨، ٨/ ٢٩٧

٦٤ "القرآن": [٢ : البقرة: ١٩٥].

٦٥ "فتح الباری شرح البخاری": کتاب الطب، باب الجذام، ١٢/ ٢٦٤

يكون إلا لوجه وهذا وإن كان وصلا على طريق ابن الصلاح فليس المختلف فيه كالمتفق عليه، وقد جزم المحقق على الإطلاق في باب العنين من فتح القدير أن البخاري رواه معلقا[٦٦] ثم لعلك تقول مالك حصرت الصحة في الحديث الأول اليس فيما ذكرت حديث "إنا قد بايعناك فارجع"[٦٧].

أقول: إنما يرويه مسلم، هكذا حدثنا يحيى بن يحيى أنا هشيم ح قال وثنا أبوبكر بن أبي شيبه قال نا شريك بن عبدالله وهشيم بن بشير عن يعلى بن عطاء، عن عمرو بن الشريد عن أبيه رضى الله تعالى عنه[٦٨] وقال ابن ماجه حدثنا عمرو بن رافع ثنا هشيم عن يعلى بن عطاء[٦٩] .... إلخ. وهشيم بن شريك كلاهما مدلس وقد عنعنا قال: في "التقريب" هشيم بن بشير ثقة ثبت كثير التدليس والإرسال "الخفي[٧٠] وقال فى شريك: صدوق يخطي كثيرا تغير حفظه منذ ولى القضاء بالكوفة"[٧١] وقال في "تهذيب التهذيب" : قال عبد الحق الاشبيلي: كان يدلس. وقال ابن القطان: كان مشهورا بالتدليس[٧٢]اه قال: ويروى له مسلم في "المتابعات"[٧٣] اه كما هاهنا أخرج له بمتابعة هشيم، أما قول من قال: إن عنعنة المدلسين في "الصحيحين" محمول على السماع.

لوگوں میں مشہور ہونا محض اوہام وخیالات ہیں،اس کے متعلق کوئی حدیث ثبوت عدوٰی میں نص نہیں، یہ تومتواتر حدیثوں میں فرمایا کہ بیماری اُڑ کر نہیں لگتی، اور یہ ایک حدیث میں بھی نہیں آیا کہ عادی طور پر اُڑ کر لگ جاتی ہے۔

---

٦٦ "فتح القدير": كتاب الطلاق، باب العنين، ٤/ ١٣٣

٦٧ "صحيح مسلم": كتاب السلام، باب اجتناب المجذوم ، ٢/ ٢٣٣

٦٨ "صحيح مسلم": كتاب السلام، باب اجتناب المجذوم ، ٢/ ٢٣٣

٦٩ "سنن ابن ماجه": ابواب الطب، باب الجذام ، ص٢٦١

٧٠ "تقريب التهذيب": لابن حجر عسقلانى، تحت حرف الهاء- ترجمه ٧٣٣٨ ، ٢/ ٢٦٩

٧١ "تقريب التهذيب": لابن حجر عسقلانى، تحت حرف الشين المعجمه- ترجمه ٢٧٩٥ ، ١/ ٤١٧

٧٢ "تقريب التهذيب": من اسمه شريك، ترجمه شريك بن عبد الله- ٥٧٧، ٤/ ٣٣٧

٧٣ "تقريب التهذيب": من اسمه شريك، ترجمه شريك بن عبد الله- ٥٧٧، ٤/ ٣٣٧

سوال: "جذامیوں کو نظر جما کر نہ دیکھو ان کی طرف تیز نگاہ نہ کرو" صاف یہ محمل رکھتی ہے کہ ادھر زیادہ دیکھنے سے تمھیں گھن آئے گی نفرت پیدا ہو گی ان مصیبت زدوں کو حقیر سمجھو گے

جواب: تحقیر شرع کو پسند نہیں پھر اس سے ان گرفتاران بلا کو ناحق ایذا پہنچے گی، اور یہ روا نہیں۔

علامہ مُناوی "تیسیر شرح جامع صغیر" میں فرماتے ہیں: "(لا تحدوا النظر الى المجذومين) لانه أحرى ان لا تعافوهم فتزدروهم أو تحتقروهم"[٧٤]

علّامہ فتنی "مجمع بحار الانوار" میں فرماتے ہیں: "لا تديموا النظر إلى المجذومين، لأنه إذا أدامه حقره وتأذى به المجذوم"[٧٥]

سوال: ثقفی سے فرمایا: "پلٹ جاؤ تمہاری بیعت ہو گئی"

جواب: (۱) انہیں مجلس اقدس میں نہ بلایا کہ حاضرین دیکھ کر حقیر نہ سمجھیں۔

(۲) حضار میں کسی کو دیکھ کر یہ خیال نہ پیدا ہو کہ ہم ان سے بہتر ہیں، خود بینی اس مرض سے بھی سخت تر بیماری ہے۔

(۳) مریض اہل مجمع کو دیکھ کر غمگین نہ ہو کہ یہ سب ایسے چین میں ہیں اور وہ بلا میں، تو اس کے قلب میں تقدیر کی شکایت پیدا ہو گی۔

(۴) حاضرین کا لحاظ خاطر فرمایا کہ عرب بلکہ عرب و عجم جمہور بنی آدم بالطبع ایسے مریض کی قربت سے بُرا مانتے ہیں نفرت لاتے ہیں۔

(۵) ممکن کہ خاطر مریض کا لحاظ فرمایا کہ ایسا مریض خصوصاً نو مبتلا خصوصاً ذی وجاہت مجمع میں آتے ہوئے شرماتا ہے۔

(٦) ممکن کہ مریض کے ہاتھوں سے رطوبت نکلتی تھی تو نہ چاہا کہ مصافحہ فرمائیں، غرض واقعہ حال محل صد گونہ احتمال ہوتا ہے حجت عام نہیں ہو سکتا۔

"مجمع البحار" میں ہے: "ارجع فقد بايعناك إنما رده لئلا ينظر إليه أصحابه صلى الله عليه وسلم فيزدرونه ويرون لأنفسهم عليه فضلا فيد خلهم العجب، أولئلا يحزن المجذوم برؤية النبى صلى الله عليه وسلم وأصحابه وما فضلوا به فيقل شكره على بلاء الله تعالى"[٧٦]

---

٧٤ "التيسير شرح الجامع الصغير": تحت حديث لا تحدوا النظر إلى مجذومين، ٢/ ٤٩١

٧٥ "مجمع بحار الانوار": تحت حرف الجيم- تحت لفظ "جزام"- ١/ ٣٣٦

سوال: کیوں بچھونا لپیٹنے کو فرمایا؟

جواب: ممکن کہ اس لئے فرمایا ہو کہ مریض کے پاؤں سے رطوبت نہ ٹپکے۔

سوال: روایت میں ہے اگر کوئی بیماری اُڑ کر لگتی ہو تو جذام ہے۔

جواب: "اگر کا لفظ خود بتا رہا ہے کہ اُڑ کر لگنا ثابت نہیں۔ "تیسیر" میں ہے: "إن كان دليل على أن هذا الأمر غير محقق عنده"[77]

جہاں بھی اگر کا لفظ ہو قائل کے نزدیک وہ دلیل غیر محقق ہے۔ اس کو شک پر محمول کرنا ہرگز مناسب نہیں بلکہ حق یہ ہے کہ ہم یوں کہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا: (لوگو!) اگر تمہاری کسی دوا اور علاج میں خیر ہو تو پچھنے لگوانے اور شہد پینے میں ہے۔[78]

امام احمد، بخاری، مسلم اور نسائی نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسے روایت کیا ہے۔ بلاشبہ شہد کے استعمال کرنے میں خیر ہے جیسا کہ قرآن عزیز اس پر ناطق ہے اور پچھنے لگانے میں بھی خیر ہے جیسا کہ مشہور قولی اور فعلی حدیثیں اس پر دلالت کرتی ہیں اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر کوئی چیز قضا و قدر سے آگے بڑھ جاتی تو نظر بد آگے بڑھ جاتی۔[79]

اور ظاہر ہے کہ تقدیر سے کوئی شے سبقت نہیں کر سکتی اور یہ قاعدہ مسلمہ ہے کہ جس دلیل میں شک آجائے وہ استدلال کے قابل نہیں ہوتی۔

سوال: وادی سے گزر جانے کا حکم اس لئے ہوا کہ بیماری چمٹ جاتی ہے جیسا کہ گذشتہ صفحات میں حدیث گزری ہے۔

جواب: اس کے وہی جوابات ہیں جو ہم نے سابق اوراق میں بیان کئے ہیں۔

سوال: فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مجذومہ بی بی کو طواف کرنے سے روکا اور فرمایا کہ تم گھر بیٹھی رہو۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ بیماری چمٹ جاتی ہے۔

---

٧٦ "مجمع بحار الانوار": تحت حرف الجيم- تحت لفظ "جزام"- ١/ ٣٣٦

٧٧ "التيسير شرح الجامع الصغير": تحت حديث ان كان شيء من الداء إلخ، ١/ ٣٧٣

٧٨ "صحيح البخاري": كتاب الطب – باب الدواء بالعسل، ٢/ ٨٤٨، "صحيح مسلم" : كتاب السلام – باب لكل داء دواء -٢/ ٢٢٥.

٧٩ "مسند امام احمد بن حنبل": عن اسماء بنت عميس ، ٦/ ٤٣٨، "صحيح مسلم" : كتاب السلام، باب الطب والمرض...إلخ، ٢/ ٢٢٠. "سنن ابن ماجه": ابواب الطب، باب من استرقى الهين، ص٢٥٩.

جواب: اس کے جوابات بھی پہلے گزرے ہیں۔

سوال: امیر المومنین نے معیقیب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے فرمایا دوسرا ہوتا تو مجھ سے ایک نیزے کے فاصلہ پر بیٹھتا۔

جواب: انہیں حدیثوں میں ہے کہ اُن کو اپنے ساتھ کھلایا، اگر یہ امر عدوٰی کا سبب عادی ہوتا تو اہل فضل کی خاطر سے اپنے آپ کو معرض بلا میں ڈالنا روانہ ہوتا۔ اور گذشتہ حدیث نے تو خوب ظاہر کر دیا کہ امیر المومنین خیال عدوٰی کی بیخ کنی فرماتے تھے، نری خاطر منظور تھی تو اس شدت مبالغہ کی کیا حاجت ہوتی کہ پانی انہیں پلا کر اُن کے ہاتھ سے لے کر خاص اُن کے منہ رکھنے کی جگہ پر منہ لگا کر خود پیتے، معلوم ہوا کہ عدوٰی بے اصل ہے تو اس فرمانے کا منشاء مثلاً یہ ہو کہ ایسے مریض سے تنفر انسان کا ایک طبعی امر ہے آپ کا فضل اس پر حامل ہے کہ وہ تنفر مضمحل وزائل ہو گیا دوسرا ہوتا تو ایسا نہ ہوتا۔

سوال: حدیث ہے کہ تندرست جانوروں کے پاس بیمار نہ لائے جائیں۔

جواب: اس کی وجہ خود حدیث مؤطائے امام مالک وسنن بیہقی نے ظاہر کر دی کہ یہ صرف لوگوں کے بُرا ماننے کے لحاظ سے ہے ورنہ بیماری اُڑ کر نہیں لگتی، ولہذا ہم نے اس حدیث کو احادیث قسم اول میں شمار بھی نہ کیا۔

سوال: پانچ حدیثیں اوّل، دوم، سوم، پنجم، دہم ہیں کہ بیماری چمٹتی ہے۔

جواب: ان میں دوم کی سند واہی اور سوم کی خود حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے جن کی طرف وہ نسبت کی جاتی تھی تکذیب فرمائی، اور دہم کہ امیر المومنین سے ایک صحابی جلیل القدر منجملہ اصحاب بدر ومہاجرین سابقین اوّلین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی نسبت اس کا صدور سخت مستبعد تھا، متعدد حدیثوں نے اس کا خلاف ثابت کر دیا جیسا کہ امیر المومنین سے مظنون تھا یہ سب کچھ پہلے گزر چکا، مزید تبصرہ کی ضرورت نہیں۔

جواب ۲: اُن میں کسی کا حاصل حدیث اول کے حاصل سے کچھ زائد نہیں اور اُن میں وہی صحیح یا حسن ہے تو اسی کی طرف توجہ کافی۔

علماء کے لئے یہاں متعدد طریقے ہیں: اوّل اس کے ثبوت میں کلام بہ طریقہ امّ المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ہے جیسا کہ پیچھے حدیث میں گزرا۔

ان کا طریقہ ان جیسی احادیث میں یہ تھا کہ علم قطعی پر اعتماد ہو مثلاً وہ حکم قرآن مجید سے حاصل ہو یا رسول اللہ ﷺ سے بالمشافہ سنا گیا ہو۔ اگر ان دونوں کے کوئی حکم خلاف ہوتا تو وہ راوی کے سہو پر محمول فرماتیں مثلاً امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسولِ اکرم ﷺ سے روایت کی کہ میت کو اس کے اہل کے رونے سے عذاب ہوتا ہے۔ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ اللہ عمر پر رحم فرمائے میت پر اس کے اہل کے

رونے سے عذاب نہیں ہوتا ہاں اللہ کافر کے عذاب میں اضافہ فرمادیتا ہے جبکہ اس کے گھر والے اس پر روئیں کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: " اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی ۝ " کوئی دوسرے کا بوجھ نہ اُٹھائے گا۔ [۸۰]

یونہی بی بی صاحبہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے لئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ابوعبد الرحمن یعنی ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر رحم فرمائے کہ وہ اپنے والد کی طرح روایت کرتے ہیں وہ جھوٹ نہیں بولتے لیکن بھول گئے ہیں کیونکہ ایک دفعہ نبی پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا ایک یہود کی میت پر گزر ہوا جس پر لوگ رو رہے تھے۔ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا لوگ اس پر رو رہے ہیں لیکن میت پر قبر میں عذاب ہو رہا ہے۔ [۸۱]

ایک اور روایت میں بی بی صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ یہ حدیث تم جھوٹوں سے تو روایت نہیں کر رہے ہو یعنی حدیث صحیح ہے لیکن سننے میں غلطی ہوئی ہے تمہارے لئے قرآن کافی ہے وہی تمہیں شفا دے گا یعنی وہی حکم یقینی ہے فرمایا: " اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی ۝ " کوئی دوسرے کا بوجھ نہ اُٹھائے گا۔

لیکن رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کافر کے عذاب کو اس کے بعض گھر والوں کے رونے کی وجہ سے عذاب بڑھاتا ہے۔ [۸۲]

اور بی بی صاحبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان دونوں باپ بیٹے حضرت عمر اور حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی ایک روایت کے متعلق فرمایا وہ یہ کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے بدر کے مُردہ اور کافروں کے لئے کہ مجھے قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے جو میں ان مُردوں کافروں کو کہہ رہا ہوں وہ تمہارے سے زیادہ سنتے ہیں۔ [۸۳] حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: " اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰی " [۸۴] (اس استدلال سے بی بی صاحبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رجوع فرمایا تھا)

یونہی بی بی صاحبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ کی روایت پہنچی کہ حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا کہ عورت، گھر اور گھوڑے میں نحوست ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا یہ سن کر سخت ناراض ہوئیں کہ یہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے نہیں فرمایا ہاں آپ نے فرمایا کہ ان سے زمانۂ جاہلیت کے لوگ بدفالی پکڑتے تھے۔ [۸۵]

---

۸۰ "صحيح البخاری": كتاب الجنائز، باب قول النبی صلی الله تعالی عليه وسلم يعذب الميت....إلخ، ۱/ ۱۷۲ "صحيح مسلم": كتاب الجنائز، ۱/ ۳۰۳.

۸۱ "صحيح البخاری": كتاب الجنائز، ، ۱/ ۱۷۲، و "صحيح مسلم": كتاب الجنائز، ۱/ ۳۰۳.

۸۲ "شرح معاني الآثار" كتاب الكراهة، باب البكاء على الميت إلخ، ۲/ ٤۰٦

۸۳ "صحيح البخاری" كتاب المغازی، باب قتل أبی جهل، ۲/ ٥٦٦

۸٤ "صحيح البخاری" كتاب الجنائز، باب ما جاء فی عذاب القبر، ۱/ ۱۸۳

۸٥ "شرح معاني الآثار" كتاب الكراهة، باب الاجتناب من ذی داء الطاعون....إلخ، ۲/ ٤۱۹

رہا یہ کہ ام المومنین ایسا کیوں کرتی تھیں، اس کی وجہ یہ تھی کہ حضور ﷺ سے انہیں جو یقینی علم حاصل تھا وہ مذکورہ روایتی الفاظ کے خلاف تھا۔ بلاشبہہ حضور ﷺ بدشگونی اور نحوست کے تصور کو مبغوض خیال فرماتے اور ناپسند کرتے تھے۔[٨٦]

اور یہ بھی روایت فرمایا کہ جب حضرت عائشہ صدیقہ سے کہا گیا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں تم میں سے کسی کے پیٹ کا پیپ سے بھر جانا بنسبت اشعار سے بھر جانے کے بہتر ہے، تو ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حدیث کا اول حصہ تو یاد کر لیا لیکن اس کا آخری حصہ محفوظ نہ کر سکے۔ دراصل بات یوں ہے کہ مشرکین رسول اللہ ﷺ کی اشعار سے ہجو کیا کرتے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کسی کا پیٹ پیپ سے بھر جاتا تو اس کے لئے بہتر تھا بنسبت حضور ﷺ کی ہجو اور مذمت والے اشعار سے بھرنے کے۔[٨٧]

اور یہ اس لئے فرمایا کہ ام المومنین نے حضور ﷺ سے خود سنا تھا کہ بعض اشعار میں حکمت ہو گی[٨٨]

اور یہ بھی سنا تھا کہ رسول اللہ ﷺ ابنِ رواحہ کے اشعار پڑھا کرتے تھے اور کبھی آپ نے یہ شعر بھی پڑھ دیا "یعنی تیرے پاس وہ شخص خبریں لائے گا جس کو تونے توشہ نہ دیا۔"[٨٩]

اسی قاعدہ پر ام المومنین نے یہاں وہی بات کہی جو اُنہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہو گا کہ "لا عدوی" یعنی بیماری کا چمٹنا کوئی شے نہیں۔

جواب ۳: مجذوم وغیرہ سے بھاگنے کی حدیثیں منسوخ ہیں، احادیث نفی عدوٰی نے انہیں نسخ کر دیا،

عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں امام قاضی عیاض سے منقول: "ذهب عمر رضي الله عنه وجماعة من السلف إلى الأكل معه ورأوا أن الأمر باجتنابه منسوخ وممن قال بذلك عيسى بن دينار من المالكية[٩٠] اهـ . ورده الإمام النووي لوجهين أحدهما أن النسخ يشترط فيه تعذر الجمع

---

٨٦ "شرح معاني الآثار" كتاب الكراهة، باب الاجتناب من ذى داء الطاعون....إلخ، ٢/ ٤١٨

٨٧ "شرح معاني الآثار" للطحاوى، كتاب الكراهة، باب رواية الشعر إلخ، ٢/ ٤٠٨

٨٨ "شرح معاني الآثار" للطحاوى، كتاب الكراهة، باب رواية الشعر إلخ، ٢/ ٤٠٩

٨٩ "شرح معاني الآثار" للطحاوى، كتاب الكراهة، باب رواية الشعر إلخ، ٢/ ٤٠٩

٩٠ "عمدة القارى شرح صحيح البخارى": بحواله ابن الجوزى – كتاب الطب- باب الجذام، ٢١/ ٢٤٧

بین الحدیثین ولم یتعذر بل قد جمعنا بینهما والثانی أنه یشترط فیه معرفة التاریخ وتأخر الناسخ ولیس ذلك موجودا هاهنا"[۹۱]

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اسلاف صالحین میں سے ایک جماعت کا مذہب ہے کہ مجذوم کے ساتھ کھانا اوراس سے اجتناب کی روایت منسوخ ہے اوراس قول کے قائلین میں سے ایک عیسیٰ بن دینار مالکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی ہیں لیکن اسے امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دووجہ سے تردید فرمائی ہے۔ایک وجہ یہ ہے کہ نسخ کے لئے شرط یہ ہے کہ دو حدیثیں جمع نہ ہو سکیں اور یہاں جمع میں کوئی دشواری نہیں بلکہ ہم نے دونوں حدیثوں کو جمع کیا ہے۔دوسری وجہ یہ کہ نسخ میں شرط ہے کہ تاریخ معلوم ہو(تاکہ پہلی کو منسوخ اوردوسری کوناسخ قراردیں)اور یہاں یہ موجود نہیں۔

تحقیق رضوی

قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: امیر المومنین حدیث مذکور کو منسوخ سمجھتے تھے۔ اگر یہ بات روایت ہے جیسا کہ الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے تو پھر دونوں وجہیں اس پر وارد نہیں ہوسکتیں اس لئے کہ امیر المومنین بغیر علم کے ایسا نہیں فرماسکتے۔ اور نسخ کے بعد جمع کی گنجائش نہیں اگرچہ کسی زیادہ آسان وجہ سے ممکن ہو۔ ہاں اگر قاضی عیاض نے یہ (دعوی نسخ) اپنے گمان سے ذکر کیاہو تو پھر دونوں وجہیں وجیہہ ہیں، اور ان دونوں کے علاوہ تیسری وجہ وہ جس کو ہم نے بتیسویں حدیث میں روایت کیاہے کہ حضور ﷺ نے دونوں کلاموں کو ایک ترتیب (نسق واحد) میں جمع فرمایا پھر نسخ کہاں ہے، چنانچہ خصوصاً حضور ﷺ کا ارشاد "لاعدوٰی""وفرمن الجذوم" سے مقدم ہے اور صدر کلام کے لئے یہ گنجائش نہیں کہ وہ آخر کلام کو منسوخ کردے۔

جواب ۴: بھاگنے کا حکم اس لئے ہے کہ وہاں ٹھہریں گے توان پر نظر پڑے گی اور اس سے وہ مفاسد عُجب وتحقیر وایذا پیدا ہوں گے جن کا ذکر گزرا۔

عمدة القاری میں ہے:" قال بعضهم إن الخبر صحیح وأمره بالفرار منه لنهیه عن النظر إلیه"[۹۲] بعض نے کہا کہ فرار والی حدیث صحیح ہے لیکن بھاگنے کے بجائے اس کی طرف نہ دیکھنے کا حکم ہے۔

۹۱ "شرح صحیح مسلم للنووی": کتاب السلام، باب لا عدوی إلخ، ۲/ ۲۳۰

۹۲ "عمدة القاری شرح صحیح البخاری": بحواله ابن الجوزی – کتاب الطب- باب الجذام، ۲۱/ ۲۴۷

اعلیٰ حضرت نے فرمایا کہ احادیث اس مفہوم کی حامل نہیں، اس لئے کہ بعض روایات میں یہ حکم ہے کہ ان سے ایک تیر یا دو کے پھینکنے کی مقدار دور ہو یہاں دیکھنے کی نفی نہیں۔

جواب ۵: امر فرار اس لئے ہے کہ اس کی بدبو وغیرہ سے ایذا نہ پائیں۔ "شرح صحیح مسلم" میں ہے: "قیل: النھی لیس للعدوی بل للتأذی بالرائحۃ الکریھۃ ونحوھا" [۹۳]

بعض نے کہا فرار کی نہی عدویٰ کی وجہ سے نہیں بلکہ اس کی بدبو وغیرہ کی وجہ سے ہے۔

قول مشہور ومذہب جمہور ومشرب منصور کہ دوری وفرار کا حکم اس لئے ہے کہ اگر قرب واختلاط رہا اور معاذاللہ قضاوقدر سے کچھ مرض اسے بھی حادث ہو گیا تو ابلیس لعین اس کے دل میں وسوسہ ڈالے گا کہ دیکھ بیماری اُڑ کر لگ گئی۔ یہ اول تو ایک امر باطل کا اعتقاد ہوگا اسی قدر فساد کے لئے کیا کم تھا پھر متواتر حدیثوں میں سن کر کہ رسول اللہ ﷺ نے صاف فرمایا ہے بیماری اُڑ کر نہیں لگتی، یہ وسوسہ دل میں جمنا سخت خطرناک وہائل ہوگا، لہٰذا ضعیف الیقین لوگوں کو اپنا دین بچانے کے لئے دوری بہتر ہے، ہاں کامل الایمان وہ کرے جو صدیق اکبر وفاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کیا اور کس قدر مبالغہ کے ساتھ کیا اگر عیاذاً باللہ کچھ حادث ہوتا ان کے خواب میں بھی خیال نہ گزرتا کہ یہ عدوائے باطلہ سے پیدا ہوا ان کے دلوں میں کوہ گراں شکوہ سے زیادہ مستقر تھا کہ "لَّن يُّصِيبَنَآ إِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا" [۹٤] (ہمیں ہرگز کچھ پہنچتا (یا پہنچ سکتا) سوائے اس کے جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے مقدر میں لکھ دیا ہے۔) بے تقدیر الٰہی کچھ نہ ہو سکے گا، اسی طرف اس قول وفعل حضور ﷺ نے ہدایت فرمائی کہ اپنے ساتھ کھلایا اور "کل ثقہ باللہ وتوکلا علیہ" فرمایا۔

امام اجل امین، امام الفقہاء وامام المحدثین، وامام اہل الجرح والتعدیل، وامام اہل التصحیح والتعلیل، حدیث وفقہ دونوں کے حاوی سیدنا امام ابو جعفر طحاوی شرح معانی الآثار شریف میں دربارہ نفی عدوٰی احادیث سعد بن مالک وعلی مرتضٰی وعبداللہ بن عباس وابی ہریرہ وعبداللہ بن مسعود وعبداللہ بن عمرو وجابر بن عبداللہ وانس بن مالک وسائب بن یزید وابی ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہم روایت کرکے فرماتے ہیں: "فقد نفى رسول الله صلى الله عليه و سلم العدوى في هذه الآثار التي ذكرناها وقد قال فمن أعدى الأول أي لو كان إنما أصاب الثاني لما أعداه الأول إذا لما أصاب الأول شيء لأنه لم يكن معه ما يعديه ولكنه لما كان ما أصاب الأول إنما كان بقدر الله عز و جل كان ما أصاب الثاني كذلك فإن قال قائل فنجعل

---

۹۳ "شرح صحیح مسلم للنووی": كتاب السلام، باب لا عدوى إلخ، ۲/ ۲۳۰

۹٤ "القرآن": [۹: التوبة :۵۱]

هذا مضادا لما روي عن النبي صلى الله عليه و سلم لا يورد ممرض على مصح كما جعله أبو هريرة"

رسول اللہ ﷺ نے ان آثار میں فرار سے نفی فرمائی اور فرمایا کہ پہلے بیمار کی بیماری کس سے چمٹی یعنی جب پہلے کی بیماری تقدیر سے ہے تو دوسرے کی بھی اسی سے سمجھو۔ اگر چمٹنے کا قائل کوئی ایسی روایت پیش کرے تو ہم کہیں گے کہ یہ رسول اللہ ﷺ کے اس ارشادِ گرامی کے خلاف ہے جس میں فرمایا کہ کوئی مریض کسی تندرست کے پاس نہ جائے جیسا کہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہی کہا ہے۔

ہم ایسا نہیں کرتے بلکہ ہم " لاعدوٰی " کو لیتے ہیں (جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے بیماری کے تجاوز کرنے کی نفی فرمائی ہے) دائمی ہو اور آپ ﷺ کا ارشاد گرامی "کوئی مریض کسی تندرست پر وارد نہ ہو" اس خوف کی وجہ سے ہو کہ ممکن ہے کہ وہ اس سے خوف کرے تو اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے وہی مصیبت اس پر اس طرح پڑے جیسے پہلے بیمار پر بیماری کا حملہ ہوا پھر لوگ کہنے لگیں کہ اسے پہلے بیمار نے بیمار کیا ہے تو آپ کو یہ ناگوار ہوا کہ کوئی کہے کہ تندرست کو بیمار نے بیمار کیا ہے۔ اسی قول کی وجہ سے آپ نے فرار کا حکم فرمایا حالانکہ ہم نے روایات نقل کی کہ آپ ﷺ نے مجذوم کا ہاتھ وہاں پیالہ پر رکھا جہاں سے پانی پیا تھا۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی فعلی حدیث کا تقاضا ہے کہ کوئی بیماری دوسرے کو نہیں چمٹتی کیونکہ اگر بیماری کے چمٹنے کا احتمال ہوتا تو رسول اللہ ﷺ ایسا ہرگز نہ کرتے کیونکہ اس میں خود کو ہلاکت میں ڈالنا ہے، اس سے اللہ تعالیٰ نے روکا ہے: "وَلَا تَقْتُلُوٓا اَنْفُسَكُمْ" [95]

ایک دفعہ آپ گرنے کی طرف مائل دیوار سے جلدی گزرے کہ کہیں اس کے گرنے پر موت کا حادثہ نہ ہو جائے جب اس حادثہ سے آپ نے موت کا خطرہ محسوس فرمایا تو پھر بیماری چمٹنے کے خطرہ کے احساس سے کیسے چشم پوشی فرماتے فلہٰذا آپ کا مجذوم وغیرہ سے مخالطت (ملنا جلنا) اسی لئے تھا کہ کوئی بیماری کسی کو نہیں چمٹتی۔ ان آثار وروایات کا ہمارے نزدیک ایک یہی معنی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم [96]

٩٥ "القرآن": [٤: التوبة :٢٩]

٩٦ "شرح معاني الآثار" كتاب الكراهة، باب الاجتناب من ذي داء الطاعون إلخ، ٢/ ٤١٧

بہترین تقریر

"اشعۃ اللمعات" شیخ محقق میں ہے:"اکثر برآنند که مراد نفی عدوٰی وابطال اوست مطلقاً چنانچه ظاہر احادیث درآن ست"[97]

اسی میں ہے "اعتقاد جاہلیت آں بود که بیمارے که در پہلوئے بیمارے نشیند یا ہمراہ وے بخورد سرایت کند بیماری او بوے گفته اند که بزعم اطبا ایں سرایت در ہفت مرض است جذام وجرب وجدری وحصبه وبخرورمدوامراض وبائیه پس شارع آں را نفی کرد وابطال نمود یعنی سرایت نمی باشد بلکه قادر مطلق ہم چناں که او را بیمار کرد ایں را نیز کرد"[98]

اکثر اس پر ہیں کہ اس سے مراد عدوٰی کی نفی وابطال ہے مطلقاً جیسا کہ احادیث کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے اور زمانۂ جاہلیت کا اعتقاد تھا کہ بیمار کے قریب نہ بیٹھو یا ان کے ہمراہ نہ کھاؤ کیونکہ اس کی بیماری اس میں سرایت کر جاتی ہے اور ان کا کہنا ہے کہ اطباء کا خیال ہے کہ سات بیماریاں سرایت کرتی ہیں:

(۱) جذام (۲) خارش (۳) چیچک (۴) خسرہ (۵) گندہ دہن ومنہ کی بدبو (٦) چشمِ آشوب (۷) امراض وبائیہ۔

حضرت شارع علیہ الرحمۃ نے اس کی نفی وابطال فرمایا ہے یعنی یہ امراض سرایت نہیں کرتیں بلکہ قادرِ مطلق نے جسے جیسے چاہا بیمار کیا۔

بالجملہ ان پانچواں اقوال پر عدویٰ باطل محض ہے یہی مذہب ہے۔ حضرت افضل الاولیاء الاولین والآخرین سیّدنا صدیق اکبر وحضرت سیّدنا فاروقِ اعظم وحضرت سلمان فارسی وحضرت ام المومنین صدیقہ وحضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم، اجلہ صحابہ کرام کا اور اسی کو اختیار فرمایا۔ امام اجل طحاوی سیّد الحنفیہ وامام یحیٰی مالکی وامام عیسیٰ بن دینار مالکی وامام ابن بطال ابوالحسن علی بن خلف مغربی مالکی وامام ابن حجر عسقلانی شافعی وعلامہ طاہر حنفی وشیخ محقق عبدالحق محدث حنفی وغیرہم جمہور علمائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے "عمدة القاری" میں "طبری" سے ہے:

"وكان ابن عمر وسلمان يصنعان الطعام للمجذومين ويأكلان معهم وعن عائشة أن امرأة سألتها أكان رسول الله قال فر من المجذوم فرارك من الأسد فقالت عائشة كلا والله ولكنه

٩٧ "اشعة اللمعات شرح المشكاة": كتاب الطب والرقى، باب باب الفال والطيرة، ٣/ ٦٢٢

٩٨ "اشعة اللمعات شرح المشكاة": كتاب الطب والرقى، باب باب الفال والطيرة، ٣/ ٦٢٢

قال لا عدوى وقال فمن أعدى الأول وكان مولى لنا أصابه ذلك الداء فكان يأكل في صحافي ويشرب في أقداحي وينام على فراشي"[99]

یعنی عبد اللہ و عمر و سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم مجذومین کے لئے کھانا تیار فرماتے اوران کے ساتھ کھاتے اورام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہوا کہ ہمارے ایک غلام آزاد شدہ کو یہ مرض ہوگیا تھاوہ میرے برتنوں میں کھاتا میرے پیالوں میں پیتا بچھونوں پر سوتا۔

"زرقانی على المؤطا"میں زیر حدیث"إنه أذى" فرمایا:"قال يحيى بن يحيى سمعت أن تفسيره في رجل يكون به الجذام فلا ينبغي له أن ينزل على الصحيح يؤذيه، لانه وإن كان لا يعدي فالأنفس تكرهه وقال صلى الله تعالى عليه وسلم: إنه أذى يعني لا للعدوى"[100]

یحییٰ بن یحییٰ نے فرمایاکہ میں نے"إنه أذى"کی تفسیر سنی ، فرمایا:اس مرد کے لئے جسے جذام تھا کہ وہ تندرست کے پاس نہ جائے اگرچہ عقیدہ یہی ہے کہ کوئی مرض دوسرے کو نہیں چمٹتا۔
بہتر ہےاس سے دور ہوناچاہتے نبی پاک ﷺ نے بھی اسے اس لئے "أذى"فرمایاہےاس لئے نہ کہ وہ بیماری دوسروں کو چمٹ جاتی ہے۔

غرض مذہب یہ ہے اوروہ وجوہ تاویل میں اصح واجمع وجہ پنجم:"وهاهنا ثلاثة وجوه اخر لبعض العلماء" یہاں پر تین اقوال بعض علماء کے اور ہیں۔

جواب ٦:"أن الجذام مستثنى من قوله صلى الله عليه وسلم"لا عدوى"أن لا يعدي شيء شيئا إلا هذا ،وعزاه في "أشعة اللمعات" إلى الكرماني الشافعي صاحب"الكواكب الدرارى في شرح صحيح البخاري".

جذام نبی پاک ﷺ کے قول مبارک"لا عدوى"سے مستثنیٰ ہے یعنی کوئی بیماری دوسرے کو نہیں چمٹتی سوائے جذام کے۔"اشعة اللمعات"میں ہے کہ یہ قول کرمانی شافعی کی طرف منسوب ہے صاحبِ کوکب دراری شرح بخاری میں بیان کیاہے۔

۹۹ "عمدة القارى شرح صحيح البخارى": كتاب الطب- باب الجذام، ۲۱/ ۲۴۷

۱۰۰ "شرح الزرقانى على المؤطا لامام مالك": باب عيادة المريض والطيرة، ۴/ ۳۳۴

جواب۷: امام بغوی نے فرمایا کہ جذام بدبودار بیماری ہے اسی سے وہ بیمار ہوجاتا ہے جو ایسے مریض کے پاس زیادہ وقت گزارے اوراس کے ساتھ کھائے پیئے اوراس کے ساتھ سوئے تو یہ عدوی سے نہیں بلکہ طب کا نظریہ ہے۔ یہ ایسے ہے جیسے کسی کو ناگوار مرض ہو اوراس کے ساتھ کھایاپیا جائے یا جو شے بدبودار ہو اوراسے بار بار سونگھا جائے۔ یہ ایسا مقام ہے جو انسان کی طبع کے ناموافق ہے لیکن سب کچھ باذن اللہ تعالیٰ ہے کوئی کسی کو اللہ تعالیٰ کے اذن کے بغیر نقصان نہیں پہنچا سکتا۔(مجمع اشعۃ اللمعات یہ جواب امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف منسوب ہے)[۱۰۱]

جواب۸: جن احادیث میں مرض سرایت کرنے کا بیان ہے ان سے یہ مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اذن کے بغیر مرض سرایت نہیں کرتا اور جن روایات میں ہے کہ مرض سرایت کرتا ہے توان کا مطلب یہ ہے کہ عادت کے طور پر باذن اللہ تعالیٰ سرایت کرتا ہے۔ اثبات عاریہ کا بیان صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی منقول ہے۔
مذہب معتمد و صحیح ورجیح و نجیح یہ ہے کہ جذام، کھجلی، چیچک، طاعون وغیرہا اصلاً کوئی بیماری ایک کی دوسرے کو ہرگز ہرگز اُڑکر نہیں لگتی یہ محض اوہام بے اصل ہیں کوئی وہم پکائے جائے تو کبھی اصل بھی ہوجاتا ہے کہ ارشاد ہوتا ہے "أنا عند ظن عبدي بي"[۱۰۲] وہ اس دوسرے کی بیماری اسے نہ لگی بلکہ خود اسی کی باطنی بیماری کہ وہم پرور دہ تھی صورت پکڑ کر ظاہر ہوگئی۔

"فیض القدیر" میں ہے:"بل الوهم وحده من أكبر أسباب الإصابة"[۱۰۳] اس لئے اور نیز کراہت واذیت وخود بینی وتحقیر مجذوم سے بچنے کے واسطے اور نیز اس دوراندیشی سے کہ مبادا اسے کچھ پیدا ہو اور ابلیس لعین وسوسہ ڈالے کہ دیکھ بیماری اُڑکر لگ گئی اور اب (معاذاللہ) اس امر کی حقانیت اس کے خطرہ میں گزرے گی جسے مصطفی ﷺ باطل فرماچکے یہ اس مرض سے بھی بدتر مرض ہوگا۔

ان وجوہ سے شرع حکیم ورحیم نے ضعیف الیقین لوگوں کو حکم استحبابی دیا ہے کہ اس سے دور رہیں اور کامل ایمان بندگانِ خدا کے لئے کچھ حرج نہیں کہ وہ ان سب مفاسد سے پاک ہیں۔ خوب سمجھ لیا جائے کہ دور ہونے کا حکم ان حکمتوں کی وجہ سے ہے نہ یہ کہ (معاذاللہ) بیماری اُڑکر لگ جائے گی، اسے تو اللہ ورسول رَد فرماچکے۔ جل جلالہ و ﷺ

---

۱۰۱ "مجمع بحار الانوار": تحت لفظ عدا، ۳/ ۵٤٤

۱۰۲ "مسند امام احمد بن حنبل": عن أبي هريره رضی الله تعالی عنه، ۲/ ۳۱۵

۱۰۳ "فیض القدیر شرح الجامع الصغیر": تحت حدیث- ۱٤۱ ، ۱/ ۱۳۷

فائدہ: پھر ازاں جا کہ یہ حکم ایک احتیاطی استحبابی ہے واجب نہیں، جیسا کہ جمہور کا مذہب ہے تو ہرگز کسی واجب شرعی کا معارضہ نہ کرے گا مثلاً (معاذاللہ) جسے یہ عارضہ ہو اس کے اولاد واقارب وزوجہ سب اس احتیاط کے باعث اس سے دور بھاگیں اور اسے تنہاوضائع چھوڑ دیں یہ گز حلال نہیں بلکہ زوجہ ہرگزاسے ہمبستری سے بھی منع نہیں کر سکتی، ولہٰذا ہمارے شیخین مذہب امامِ اعظم وامام ابویوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے نزدیک جذام شوہر سے عورت کو درخواست فسخ نکاح کا اختیار نہیں، اور خدا ترس بندے تو ہر بے کس بے یار کی اعانت اپنے ذمہ لازم سمجھتے ہیں۔ حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: "الله الله في من ليس له إلا الله" رواه ابن عدي[104] عن أبي أبي هريرة رضى الله تعالى عنه.

اللہ سے ڈرو اور اس کے بارے میں جس کا کوئی نہیں سوا اللہ کے۔

لاجرم امام محقق علی الاطلاق "فتح القدير" میں فرماتے ہیں: "أما الثاني(أي: قوله صلى الله تعالى عليه وسلم فرمن المجذوم فظاهره غير مراد للاتفاق على إباحة القرب منه ويثاب بخدمته وتمريضه وعلى القيام بمصالحه"[105] والله تعالى أعلم.

یعنی علماء کا اتفاق ہے کہ مجذوم کے پاس اُٹھنا بیٹھنا مباح ہے اور اس کی خدمت گزاری وتیمارداری موجبِ ثواب۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

الحمد لله على ذلك وصلى الله على حبيبه الكريم وعلى اله واصحابه اجمعين

مدینے کا بھکاری
الفقیر القادری محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہ
۵ ذوالحجہ ۱۴۲۲ھ

---

۱۰۴ "كشف الخفاء": بحواله ابن عدى عن أبى هريرة، حرف الهمزة رشدين، حديث:۵۸۱، ۱/ ۱۷۳

۱۰۵ "فتح القدير": باب العنين وغيره، ٤/ ۱۳۳